قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 12/ستمبر 2020ء | 24 محرم الحرام 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:217

ارشاد باری تعالیٰ

وَ لَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَ لَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡہَا کَالۡمُعَلَّقَۃِ ؕ وَ اِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَ تَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا

(النساء:130)

ترجمہ: اور تم یہ توفیق نہیں پاسکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے (یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف) کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس (دوسری) کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمان رسول ﷺ

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَيَعْدِلُ، وَيَقُولُ: ’’اللّٰهُمَّ هٰذِهِ قِسْمَتِي فِيمَا أَمْلِكُ، فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ‘‘

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے درمیان باری مقرر فرما رکھی تھی، اور آپ ہر طرح سے کامل عدل اور برابری کا معاملہ فرماتے تھے۔ (لیکن اس کے باوجود) آپ کی زبان پر یہ دعا رہتی تھی: اے اللہ یہ تقسیم ان معاملات میں ہے جو میری قدرت میں ہے، لیکن مجھ سے اس چیز کے متعلق مؤاخذہ مت فرما جو میرے اختیار میں نہیں بلکہ تیرے اختیار میں ہے (یعنی دل)۔ (سنن الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی التسویة بین الضرائر)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

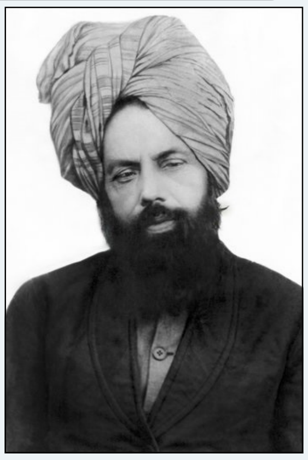

بیویوں میں عدل کی تعلیم

ایڈیٹر صاحب البدر تحریر کرتے ہیں کہ:

بار ہا دیکھا گیا اور تجربہ کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص خفیف عذرات پر عورت سے قطع تعلق کرنا چاہتا ہے تو یہ امر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملال کا موجب ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص سفر میں تھا اس نے اپنی بیوی کو لکھا کہ اگر وہ بدیدن جلدی خط اس کی طرف روانہ نہ ہوگی تو اُسے طلاق دے دی جاوے گی۔

سُنا گیا ہے کہ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:-

جو شخص اس قدر جلدی قطع تعلق کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو ہم کیسے اُمید کر سکتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اس کا پکا تعلق ہے۔

ایسا ہی ایک واقعہ اب چند دنوں سے پیش تھا کہ ایک صاحب نے اوّل بڑے چاہ سے ایک شریف لڑکی کے ساتھ نکاح ثانی کیا مگر بعد ازاں بہت سے خفیف عذر پر دس ماہ کے اندر ہی انہوں نے چاہا کہ اس سے قطع تعلق کر لیا جاوے۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام کو بہت سخت ملال ہوا اور فرمایا کہ:-

مجھے اس قدر غصہ ہے کہ مَیں اسے برداشت نہیں کرسکتا اور ہماری جماعت میں ہو کر پھر یہ ظالمانہ طریق اختیار کرنا سخت عیب کی بات ہے۔ چنانچہ دوسرے دن پھر حضور علیہ السلام نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ:-

وہ صاحب اپنی اس نئی یعنی دوسری بیوی کو علیحدہ مکان میں رکھیں جو کچھ زوجہ اوّل کو دیویں وہی اسے دیویں ایک شب اُدھر رہیں تو ایک شب اِدھر رہیں اور دوسری عورت کوئی لونڈی غلام نہیں ہے بلکہ بیوی ہے اُسے زوجہ اوّل کا دستِ نگر کرکے نہ رکھا جاوے۔

ایسا ہی ایک واقعہ اس سے پیشتر کئی سال ہوئے پہلے گزر چکا ہے کہ ایک صاحب نے حصولِ اولاد کی نیت سے نکاح ثانی کیا اور بعد نکاح رقابت کے خیال سے زوجہ اوّل کو جو صدمہ ہوا۔ اور نیز خانگی تنازعات نے ترقی پکڑی تو انہوں نے گھبرا کر زوجہ ثانی کو طلاق دے دی۔ اس پر حضرت اقدس نے ناراضگی ظاہر فرمائی۔ چنانچہ اس خاوند نے پھر اس زوجہ کی طرف میلان کرکے اسے اپنے نکاح میں لیا اور وہ بیچاری بفضل خدا اس دن سے اب تک اپنے گھر میں آباد ہے۔‘‘

(البدر 26 جون 1903ء صفحہ 178)

فرمان خلیفہ وقت

آج کل کہیں نہ کہیں سے یہ شکایات آتی رہتی ہیں کہ بچے ہیں، اولاد ہے لیکن خاوند مختلف بہانے بنا کر شادی کرنا چاہتا ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ فرمایا اگر انصاف نہیں کر سکتے تو شادی نہ کرو اور انصاف میں ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی ہے۔ اگر آمد ہی اتنی نہیں کہ گھر چلا سکو تو پھر ایک اور شادی کا بوجھ اٹھا کر پہلی بیوی بچوں کے حقوق چھیننے والی بات ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک جگہ فرمایا ہے کہ اگر مجبوری کی وجہ سے دوسری شادی کرنی ہی پڑے تو پھر اس صورت میں پہلی بیوی کا پہلے سے بڑھ کر خیال رکھو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ 430 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

لیکن عملاً جو آج کل ہمیں معاشرے میں نظر آتا ہے پہلی بیوی اور بچوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف سے آہستہ آہستہ بالکل آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف عمل کر رہے ہوتے ہیں۔ پس یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ مالی کشائش اور دوسرے حقوق کی ادائیگی میں بے انصافی تو نہیں ہوگی؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ انسان اپنے تئیں ابتلاء میں نہ ڈالے۔‘‘

(الحکم جلد 2 نمبر 2 مورخہ 6 مارچ 1898ء صفحہ 2)

دوسری شادی کرکے

پس بیوی کے حقوق کی ادائیگی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں ادا نہ کرکے انسان ابتلاء میں پڑ جاتا ہے یا پڑ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے۔ مَیں نے آنحضرت ﷺ کی ایک دعا کا ذکر کیا تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا عرض کرتے تھے کہ میں ظاہری طور پر تو ہر ایک کے حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی بیوی کی کسی خوبی کی وجہ سے بعض باتوں کا اظہار ہو

بقیہ صفحہ 8 پر

اس شمارہ میں

- یہ وہ کلیاں ہیں جو صحرا کو بھی مہکاتی ہیں (منظوم)
- ’’میری چال چلو پوری پوری‘‘
- حضرت سردار مصباح الدین احمد صاحب
- ملک تنزانیہ کے ریجن شیانگا میں پندرہ روزہ علمی و تربیتی کلاس کا انعقاد

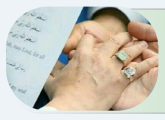

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ خادم دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے۔‘‘ (دین سکھانا بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں ہے کہ باہر سے وقت نہیں ملا۔ دنیاوی پڑھائی میں مصروف ہیں، دنیاوی کاموں میں مصروف ہیں اس لئے نہ خود دین سکھانے کی طرف توجہ دی، نہ بچوں کے لئے کوئی انتظام کیا۔عقائد سکھانا دین سکھانا بڑا ضروری ہے۔) فرمایا ’’اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے‘‘۔ اب اخلاق کے بھی معیار ہیں۔ یہاں اخلاق کے معیار کچھ اور ہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو دین میں اخلاقی معیار سکھائے ہیں وہ بہت اعلیٰ معیار ہیں۔صرف دنیاوی اخلاقی معیار نہیں بلکہ وہ اخلاقی معیار ہمیں تلاش کرنے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائے ہیں، جو اسلام ہمیں سکھاتا ہے، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ثابت کر کے ہمیں دکھایا ہے۔ اور وہ اخلاقی معیار ہیں جو ہم نے آگے اپنی نسلوں میں قائم کرنے ہیں۔)

آپ نے فرمایا کہ: ’’یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اَقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے‘‘۔فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آ سکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر ایک شئے پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہو گا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 370 تا 373۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی اپنے آپ کے متقی ہونے کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلنے والا بنائے اور آگے پھر اولاد کے بھی متقی ہونے کی دعا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اولاد کی پرورش ’’محض رحم کے لحاظ سے کرے، نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے۔ بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو‘‘۔ آپ فرماتے ہیں: ’’لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں‘‘۔فرمایا کہ ’’اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے یہ کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے۔ اَور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں۔صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائیداد کا مالک نہ بن جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 381-382۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اور خاص طور پر واقفین نَو کے والدین کو بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ اپنے بچوں کو دین کی طرف توجہ دلائیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں۔محبت دنیا ان سے کراتی ہے۔ خدا کے واسطے نہیں کرتے۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیّت سے کرے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلائے کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور مِلک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تُو مر گیا تو تیرے لئے دوست دشمن، اپنے بیگانے سب برابر ہیں‘‘۔فرماتے ہیں کہ ’’مَیں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائیداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جائے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو۔ یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 351-352۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(خطبہ جمعہ 14/ جولائی 2017ء)

یہ وہ کلیاں ہیں جو صحرا کو بھی مہکاتی ہیں

ان کو آنسو بھی جو مل جائیں تو مسکاتی ہیں
بیٹیاں تو بڑی معصوم ہیں جذباتی ہیں

اپنی خدمت سے اُتر جاتی ہیں دل میں سب کے
ہر نئی نسل کو تہذیب یہ سکھلاتی ہیں

ان سے قائم ہے تقدس بھی ہمارے گھر کا
صبح کو اپنی نمازوں سے یہ مہکاتی ہیں

لوگ بیٹوں سے ہی رکھتے ہیں توقع لیکن
بیٹیاں اپنی برے وقت میں کام آتی ہیں

بیٹیاں ہوتی ہیں پُرنور چراغوں کی طرح
روشنی کرتی ہیں جس گھر میں چلی جاتی ہیں

اپنی سسرال کا ہر زخم چھپا لیتی ہیں
سامنے ماں کے جب آتی ہیں تو مسکاتی ہیں

بیٹیوں کی ہے زمانے میں انوکھی خوشبو
یہ وہ کلیاں ہیں جو صحرا کو بھی مہکاتی ہیں

ایک بیٹی ہو تو کِھل اُٹھتا ہے گھر کا آنگن
گھر وہی ہوتا ہے پر رونقیں بڑھ جاتی ہیں

فاطمہ زہرا کی تعظیم کو اُٹھتے تھے رسول
محترم بیٹیاں اس واسطے کہلاتی ہیں

اپنے بابا کے کلیجے سے لپٹ کر منظر
زندگی جینے کا احساس دلا جاتی ہیں

(منظر بھوپالی)

اداریہ

’’میری چال چلو پوری پوری‘‘

یہ ترجمہ ہے آیت کریمہ آل عمران آیت 32 کے الفاظ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ کا جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے۔ بالعموم مفسرین اس کا ترجمہ میری اتباع کرو۔ میری پیروی کرو کے کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اتباع کو چال چلنے کے معنوں میں لیا ہے۔ جیسے اسی سورۃ کی آیت 69 میں حضرت ابراہیمؑ کے قریب وہ شخص قرار دیا جو اس کی چال چلے اور آیت 74 کے foot note میں تحریر فرماتے ہیں کہ اصل چال تو وہ ہے جو تمہارے دین کی چال ہے۔ یہ ترجمہ اتنا وسیع ترجمہ ہے جس میں اتباع، پیروی، اطاعت رسول تو آہی جاتی ہے۔ رسومات، بدعات اور غیر اسلامی رواج سے دوری، نفرت کا مفہوم بھی اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

اس اہم اسلامی موضوع میں آگے بڑھنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آیت کریمہ درج کر کے حضرت خلیفہ اولؓ کا ترجمہ بھی لکھا جائے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران:32)

کہ (اے محمدؐ) تم ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ کے محبوب بنا چاہتے ہو (جیسا کہ میں اللہ کا محبوب بنا ہوں) تو تم میری چال چلو پوری پوری تو تم بھی اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اللہ غفور الرحیم ہے۔

اس آیت کے foot note میں تحریر ہے کہ اس آیت سے نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان کیسی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کی اتباع طالب کو مطلوب اور محبّ کو محبوب بنا دیتی ہے۔ (درس القرآن صفحہ 113)

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی محبت کو سیدنا حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی اور آپ کی چال کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے تو اصحاب رسولؐ ہی ذہن میں آتے ہیں جنہوں نے دنیا کے سب سے پیارے وجود حضرت محمد ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپؐ کے ساتھ عہد وفا باندھا۔ آپ کی اطاعت کے وہ اعلیٰ نمونے دکھلائے کہ کہا جاسکتا ہے وہ پوری پوری چال چلے اور انہوں نے قدم بہ قدم وفا و محبت کے نمونے قائم کئے۔ حضرت امام الزمان مسیح و مہدی دوراں نے آپؐ کے متعلق فرمایا:

’’کَانُوۡا لِخَیۡرِ الرُّسُلِ کَالۡاَعۡضَاءِ‘‘ (سرالخلافہ، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 341)

کہ وہ یعنی صحابہ خیر الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے بمنزلہ اعضاء کے تھے یہ صحابہ، صحبت رسول ﷺ سے نہ صرف انسان بلکہ بااخلاق اور باخدا انسان بن گئے۔ آپؐ کی صحبت نے انہیں خالص سونے کی ڈلی کی طرح روشن اور چمکدار بنا دیا۔ ایسے اعلیٰ انسان کہ وہ دنیا کے استاد، معلم اور خدانما وجود بن گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’حضور ﷺ کے فیض صحبت اور تربیت سے .... وہ صحابہ گویا بشریت کا چولہ اتار کر مظہر اللہ ہو گئے تھے اور ان کی حالت فرشتوں کی سی ہو گئی تھی۔‘‘

ان صحابہؓ نے آنحضور ﷺ کی اس طرح اطاعت کی جیسے نبض دل کی کرتی ہے۔ آپ ’’میری چال چلو پوری پوری‘‘ پر اس طرح پورا اُترے کہ وہ ایک جسم محسوس ہونے لگے۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی طرف بھجوایا تو آپ کے چچازاد ابانؓ بن سعید نے انہیں اپنی پناہ میں لے کر مکہ میں رکھا اور گھومایا پھرایا۔ آپؓ نے حضرت عثمانؓ کا سادہ سا لباس دیکھ کر کہا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! یہ کیا عاجزانہ سا لباس پہن رکھا ہے اپنی قوم کی طرح بڑا تہ بند پہن کر پلو لٹکا کر چلیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہمارے آقا محمدؐ ایسا ہی لباس پہنتے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ آپ مکہ میں آئے ہیں آپ خود تو طواف کر لیں۔ تب حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ ہم کسی کام میں پہل نہیں کرتے جب تک کہ ہمارے ساتھی حضرت محمدؐ وہ نہ کر لیں۔

(استیعاب جلد 1 صفحہ 62-64)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق آتا ہے کہ آپ ایک دفعہ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ آپ اچانک گروہ سے الگ ہو کر ایک طرف چلے گئے اور یوں جا کر بیٹھ گئے گویا رفع حاجت کے لئے بیٹھے ہوں۔ واپس آ کر بیان فرمایا کہ میں رفع حاجت کے لئے نہیں گیا تھا۔ دراصل ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ اس جگہ رفع حاجت کے لئے بیٹھے تھے۔ اس لئے میں بھی اس جگہ جا کر بیٹھ گیا۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق چال ڈھال، گفتگو اور اخلاق واطوار کے لحاظ سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود نبی کریمؐ کے سب سے زیادہ قریب تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نبی کریمؐ فرماتے تھے کہ مجھے اپنی امت کے لئے وہی باتیں پسند ہیں جو عبداللہؓ بن مسعود کو مرغوب ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الماقب)

ایک دفعہ رسول خداؐ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ دوران خطبہ حضورؐ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ مسجد سے باہر خطبہ سننے کے لئے آرہے تھے کہ وہ وہیں بیٹھ گئے۔ آنحضور ﷺ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا زَادَكَ اللّٰهُ حِرَصًا عَلٰى طَوَاعِيَةِ اللّٰهِ وَعَلٰى طَوَاعِيَةِ رَسُوْلِهٖ کہ اے عبداللہ بن رواحہ! اللہ اور رسول کی اطاعت کا تمہارا یہ جذبہ اللہ تعالیٰ اور بڑھائے۔ (اصابہ جزء 4 صفحہ 66)

صحابہ کرامؓ تو آنحضور ﷺ کی اطاعت میں ایسے ہی تھے جیسے لکیر کے فقیر ہوں۔ جنگ احزاب میں خندق کھودتے وقت جب چٹان آنے کی وجہ سے بعض صحابہ نے تجویز دی کہ جو لکیر سرکار دو عالم ﷺ نے لگائی ہے اگر اس سے دو چار فٹ اِدھر اُدھر خندق بن جائے تو کوئی حرج نہیں تو حضرت سلمان فارسیؓ (جن کی تجویز پر حفاظت مدینہ کے لئے خندق کھودی جارہی تھی) آڑے آگئے اور اعلان کر دیا کہ جو لکیر میرے آقا نے کھینچی ہے اس سے ایک انچ بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوا جائے گا۔ اس پر صحابہ میں خفیف سا بحث مباحثہ بھی ہوا اور جب شور بلند ہوا تو آنحضور ﷺ خیمہ سے باہر تشریف لائے اور کھدال منگوا کر اس چٹان کو توڑا اور اللہ تعالیٰ نے قیصر و کسریٰ کی فتوحات کی خوشخبری دی۔ اگر حضرت سلمان فارسیؓ اس لکیر کی پیروی نہ کرتے تو ان عظیم فتوحات کی خبریں بھی نہ ملتیں۔

صحابہ کرامؓ تو آنحضور ﷺ کا بہت باریک بینی سے مطالعہ کیا کرتے تھے اور اس تگ و دو میں رہتے کہ جو فعل رسول خدا نے کیا وہی عمل یہ بھی کریں۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن سلیمؓ سے بڑھ کر کسی کو آنحضرت ﷺ سے مشابہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

(سیرت صحابہؓ رسول از حافظ مظفر احمد صفحہ 505)

میری چال چلو پر دلوں کو موہ لینے کا ایک اور واقعہ قلم کی نوک سے قرطاس ابیض کی زینت بنانا چاہتا ہوں۔ حضرت طلحہ بن براء انصاریؓ نے جب بیعت کرنے کی خواہش کا اظہار آنحضور ﷺ سے کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں میں کبھی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضورؐ نے ازراہ امتحان فرمایا کہ خواہ میں والدین سے قطع تعلق کا حکم دوں تو بھی مانو گے۔ پھر حضورؐ نے فرمایا اچھا جاؤ اپنے باپ کو قتل کر کے آؤ۔ آپؓ فوراً اُٹھے اور تعمیل ارشاد کے لئے چل پڑے تب آنحضور ﷺ نے انہیں واپس بلوایا اور فرمایا ’’مجھے قطع رحمی کرنے اور رشتوں کے کاٹنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ میں نے چاہا تھا کہ تمہاری آزمائش کروں کہ بیعت میں شک و شبہ کی کوئی کسر (گنجائش) باقی نہ رہے۔‘‘

(سیرت صحابہؓ رسول از حافظ مظفر احمد صفحہ 500)

آنحضور ﷺ کچھ عرصہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے ہاں فروکش رہے آپ کے گھر سے کھانا تیار ہو کر جاتا۔ جو کھانا پس خوردہ واپس آتا تو حضرت ابو ایوبؓ رسول خدا کی انگلیوں کے نشانات تلاش کرتے اور وہاں سے کھانا تناول فرماتے۔ ایک دن حضورؐ نے کھانا تناول نہ فرمایا اور کھانا اسی طرح واپس آگیا جس طرح بھجوایا گیا تھا۔ آپؓ کھانے کی رکابی کو دوبارہ آنحضور ﷺ کے پاس لے گئے اور اپنے دل کی کیفیت کہہ ڈالی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آج لہسن اور پیاز زیادہ تھا میں اسے پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابو ایوبؓ نے عرض کی کہ حضورؐ! جو چیز حضورؐ کو ناپسند ہے وہ آئندہ سے مجھے بھی ناپسند رہے گی۔

(اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 81)

الغرض صحابہ نے اپنے آقا و مولیٰ کی اتباع میں جو چال چلی وہ تو ایک طویل داستان ہے۔ اسے ایک مختصر سے آرٹیکل میں بیان کرنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکنات میں سے ہے۔ جو چیز پیارے آقا کو پسند تھی صحابہ بھی وہی پسند کرتے۔ آنحضورؐ کو کدّو پسند تھا تو صحابہ نے بھی کدّو پسند کرلیا۔ حضرت ابوبکرؓ استغناء اور اطاعت کا نہایت اعلیٰ جذبہ رکھتے تھے۔ آنحضور ﷺ نے سوال کرنے سے منع فرمایا تو آپؓ اونٹنی پر سوار ہوتے۔ چھڑی گر جاتی یا رسی چھوٹ جاتی تو آپؓ کسی کو نہ کہتے کہ یہ مجھے پکڑا دو کیونکہ آنحضور ﷺ نے سوال کرنے سے منع فرمایا۔ آپؓ خود انٹنی کو بٹھاتے، نیچے اُترتے اور پکڑ کر دوبارہ سوار ہوتے۔

آج کل ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ صحابہ کی سیرت و سوانح پر خطبات جمعہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان خطبات کو نہ صرف غور سے سنیں بلکہ انہیں حرز جان بنائیں اور صحابہ کی سیرت کو اپنے اندر اُتارنے کی کوشش کریں تا ہماری محبت ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھے اور ہمارا یہ عمل اللہ تعالیٰ کا اپنا محبوب بنادے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’صحابہ کرامؓ کی حالت کو دیکھو کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہنے کے لئے کیا کچھ نہ کیا۔ جو کچھ انہوں نے کیا۔ اسی طرح پر ہماری جماعت کو لازم ہے کہ وہی رنگ اپنے اندر پیدا کریں۔ بُدوں اس کے وہ اس اصلی مطلب کو جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ پا نہیں سکتے۔ کیا ہماری جماعت کو زیادہ حاجتیں اور ضرورتیں لگی ہوئی ہیں جو صحابہؓ کو نہ تھیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ رسول اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے اور آپؐ کی باتیں سننے کے واسطے کیسے حریص تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعودؑ کے ساتھ ہے یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ وہ صحابہؓ کی جماعت سے ملنے والی ہے۔ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعہ:4) مفسروں نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعودؑ والی جماعت ہے۔ اور یہ گویا صحابہؓ کی ہی جماعت ہوگی اور وہ مسیح موعودؑ کے ساتھ نہیں۔ درحقیقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی ہیں۔ کیونکہ مسیح موعودؑ آپؐ ہی کے ایک جمال میں آئے گا اور تکمیل تبلیغِ اشاعت کے کام کے لئے وہ مامور ہوگا۔

اس لئے ہمیشہ دل غم میں ڈوبتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بھی صحابہؓ کے انعامات سے بہرہ ور کرے۔ ان میں وہ صدق و وفا، وہ اخلاص اور اطاعت پیدا ہو۔ جو صحابہؓ میں تھی۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 405)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی معرکہ آراء تقریر ’’اسوہ حسنہ‘‘ میں بڑے دلنشین انداز میں اس حقیقت پر روشنی ڈالی کہ ہمیں اپنے ہر قول، ہر فعل اور ہر حرکت وسکون میں یہ امر مدنظر رکھنا چاہیے کہ ہمارا یہ کام محمد رسول اللہ ﷺ کے طریق عمل کے مطابق ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم حضورؐ کی کامل متابعت اختیار کر کے نقوش محمدی ﷺ اپنے آئینہ قلب میں پیدا کرلیں۔ اسی تعلق میں حضورؓ نے فرمایا:

’’لوگ کہتے ہیں۔ اسلام نے تصویر بنانا منع کر کے آرٹ کو نقصان پہنچایا ہے۔ وہ نادان یہ نہیں جانتے کہ اسلام تو ہر مسلمان کو آرٹسٹ بناتا ہے۔ وہ تصویر بنانے سے نہیں روکتا بلکہ ادنیٰ اور بے نفع تصویریں بنانے سے روکتا ہے اور وہ تصویر بنانے کا حکم دیتا ہے جو اس دنیا میں بھی انسان کے کام آنے والی ہے اور آخرت میں بھی انسان کے کام آنے والی ہے۔

لوگ تصویریں بناتے ہیں تو کیا کرتے ہیں۔ وہ برش لے کر کبھی کتے کی تصویر بناتے ہیں۔ کبھی گدھے کی تصویر بناتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے کتے یا گدھے کی تصویر بناڈالی۔ مگر اسلام کہتا ہے۔ اے مسلمانو! تم میں سے ہر ایک شخص رات اور دن، صبح اور شام بچپن اور جوانی اور بڑھاپے میں عقل اور فہم کا بُرش لیکر محمد رسول اللہ ﷺ کی تصویر کھینچتا رہے جو ہماری تصویر ہے۔

پس اس تصویر کو کھینچو اور بار بار کھینچو یہاں تک کہ تم بھی محمد ﷺ بن جاؤ اور چونکہ محمد ﷺ ہماری تصویر ہے اس لئے جب تم محمد ﷺ بنو گے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرح تم بھی ہمارے قرب میں آجاؤ گے۔

پس ہر مسلمان آرٹسٹ ہے۔ ہر مسلمان مصور ہے۔ مگر وہ اس قیمتی چیز کی تصویر بناتا ہے جو دنیا کے لئے بھی مفید ہے اور آخرت کے لئے بھی مفید ہے۔ وہ لغو چیزیں نہیں بناتا جن سے بہتر تصویریں نیچر نے پہلے ہی تیار کی ہوئی ہیں۔ ورنہ اسلام ہر مسلمان کو حکم دیتا ہے کہ جلوہ الٰہی قلب محمد ﷺ پر پڑ رہا ہے۔ اس نے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اس کی تصویر اپنے دل پر کھینچ لی ہے مگر تم میں سے ہر شخص کو خدا تعالیٰ سے اس قدر قریب ہونے کی توفیق نہیں ہے اس لئے تم محمد رسول اللہ ﷺ کے دل کی تصویر اپنے دلوں پر کھینچو۔ اس طرح اصل کو دیکھ نہ سکو تو اس کی تصویر سے تم ایک اور تصویر کھینچ سکو گے۔

غرض تمام انسان محمدی تصویر سے جمال الٰہی کی تصویر کھینچنے کے قابل ہیں۔ صرف ہمت کی ضرورت ہے اور کوشش کی ضرورت ہے ورنہ راستہ کھلا ہے اور ہمیشہ کھلا رہے‘‘

(اسوہ حسنہ از حضرت مصلح موعودؓ صفحہ 129-133)

☆...☆...☆

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

جائے جو میرے اختیار میں نہیں تو ایسی صورت میں مجھے معاف فرما۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور خدا تعالیٰ جس نے انسان کو پیدا کیا اور پھر ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت بھی دی، جو بندے کے دل کا حال بھی جانتا ہے جس کی پاتال تک سے وہ واقف ہے، غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس نے اس بارہ میں قرآن کریم میں واضح فرما دیا ہے کہ ایسی صورت حال پیدا ہوسکتی ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے تم کسی طرف زیادہ جھکاؤ کر جاؤ۔ تو ایسی صورت میں یہ بہرحال ضروری ہے کہ جو اس کے ظاہری حقوق ہیں، وہ مکمل طور پر ادا کرو۔ جیسا کہ سورۃ نساء میں فرماتا ہے کہ:

وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡہَا کَالۡمُعَلَّقَۃِ ؕ وَاِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا (النساء: 130) اور اب تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس دوسری کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تو ایسے معاملات جن میں انسان کو اختیار نہ ہو اس میں کامل عدل تو ممکن نہیں لیکن جو انسان کے اختیار میں ہے اس میں انصاف بہرحال ضروری ہے۔ اور ظاہری انصاف جیسا کہ مَیں بتا آیا ہوں کہ کھانا، پینا، کپڑے، رہائش اور وقت وغیرہ سب شامل ہیں۔ اگر صرف خرچ دیا اور وقت نہ دیا تو یہ بھی درست نہیں اور صرف رہائش کا انتظام کر دیا اور گھریلو اخراجات کے لئے چھوڑ دیا کہ عورت لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتی پھرے تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ پس ظاہری لحاظ سے مکمل ذمہ داری مرد کا فرض ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس کا جھکاؤ صرف ایک طرف ہو اور دوسری کو نظرانداز کرتا ہو تو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک حصہ جسم کا کٹا ہوا یا علیحدہ ہوگا۔

(سنن نسائی کتاب عشرۃ النساء باب میل الرجل حدیث نمبر 3942)

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ ظاہری حقوق دونوں کے ادا کرو اور کسی بیوی کو بھی اس طرح نہ چھوڑو کہ وہ بیوی ہونے کے باوجود ہر حق سے محروم ہو۔ نہ اسے علیحدہ کر رہے ہو اور نہ اس کا حق صحیح طرح ادا کیا جارہا ہو۔ ایک مومن کا وطیرہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ پس مومن کا فرض ہے کہ ان کاموں سے بچے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے اور اپنی اصلاح کرے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 مئی 2009ء)

آج کی دعا

رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ (سورۃ آل عمران آیت نمبر 39)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذرّیت (اولاد) عطا کر۔ یقیناً تو بہت دعا سننے والا ہے۔

یہ قرآنِ مجید میں مذکور حضرت زکریاؑ کی نیک وصالح اولاد کے حصول کی بہت پیاری دعا ہے۔ حضرت زکریاؑ کو حضرت مریمؑ کی کفالت سونپی گئی تھی۔ انہوں نے حضرت مریمؑ کی نیکی اور خدا تعالیٰ کے انکے ساتھ محبت کے سلوک کو دیکھا کہ کس طرح خدا کی طرف سے غیبی رزق انکے پاس آتا تھا۔ طبعاً حضرت زکریاؑ کے دل میں ایسی نیک اولاد کی خواہش پیدا ہوئی اور انہوں نے یہ دعا کی۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 456)

اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے ... کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہوجائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 579)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں اپنی اولاد کے لئے دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے — کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے — یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

مبلغین برطانیہ کا تعارف

حضرت سردار مصباح الدین احمد صاحب

(ندیم احمد بٹ۔ مربی سلسلہ)

مکرم سردار مصباح الدین احمد صاحب صاحبِ کشف و رؤیا، زہد وتقویٰ والے بزرگ تھے۔ آپ کے دادا مکرم سہروردی امیر بخش صاحب علم وحکمت اور معرفت میں ایک مقام اور مرتبہ رکھتے تھے اور والد بزرگوار مکرم حکیم مہتاب الدین سہروردی صاحب بھی ایک روشن ضمیر اور درویش صفت بزرگ تھے۔ حنفی مسلک رکھتے تھے اور ذریعہ معاش حکمت اور زمیندارہ تھا۔

مکرم حکیم مہتاب الدین صاحب سہروردی کی نسل سے پانچ بیٹے ہوئے:

1) مکرم محمد علی صاحب 2) مکرم احمد علی صاحب 3) مکرم غلام علی صاحب 4) مکرم مصباح الدین صاحب 5) مکرم سراج الدین صاحب۔ محترم سردار مصباح الدین صاحب کے چھوٹے بھائی مکرم سراج الدین صاحب بھی نوجوانی کی عمر میں قادیان آگئے اور خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس طرح دونوں بھائیوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی شفقت بھری صحبت میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ کی زندگی کا ابتدائی دور

مکرم سردار مصباح الدین صاحب اکتوبر 1899ء کو پیدا ہوئے۔ مکرم سردار صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ سکول کی مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ سیالکوٹ شہر آئے۔ بچپن سے چونکہ نماز اور عبادت کے عادی تھے اس لیے سیالکوٹ آکر بھی انہیں کسی مسجد کی تلاش ہوئی اور یہ تلاش آپ کو کبوتروں والی مسجد میں لے آئیجہاں اس مسجد کے تقویٰ شعار بزرگ امام حضرت مولوی فیض الدین صاحب رضی اللہ عنہ سیالکوٹی رہتے تھے۔ اس طرح ان کا تمام وقت حضرت مولوی صاحب کی صحبت میں گزرنے لگا۔ جنہوں نے انکی سعادت مندی اور دینی شغف کو دیکھتے ہوئے اپنا شاگرد رشید بنالیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسا وسیلہ پیدا کر دیا کہ انکی صحبت میں رہ کر جہاں دینی اسباق سیکھنے لگے وہاں وہ اسکے ساتھ ساتھ روحانی فیض بھی پانے لگے۔ آپ نے حضرت مولوی صاحب کی صحبت میں رہ کر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی اطلاع پالی۔ اس طرح حضرت سردار صاحب سیدنا حضرت اقدس علیہ السلام کے دعویٰ ماموریت پر ایمان لے آئے۔

اہلیہ اور اولاد

مکرم سردار صاحب کی اہلیہ محترمہ حاکم بی بی صاحبہ ان کی زندگی میں ہی 65 سال کی عمر میں وفات پاگئی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بہشتی مقبرہ میں تشریف لے جاکر نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کی اولاد میں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں:۔

1۔ مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ۔

2۔ مکرم عبدالسبحان سامی صاحب مدفون احمدیہ قبرستان کراچی۔

3۔ مکرم سردار عبدالقادر صاحب مدفون احمدیہ قبرستان فرینکفورٹ جرمنی۔

4۔ مکرم ناصر الدین احمد سامی صاحب مدفون ربوہ۔

5۔ مکرم بشیرالدین احمد سامی صاحب مدفون بروک وڈ احمدیہ قبرستان۔

6۔ مکرمہ صالحہ مسرت کوثر صاحبہ مقیم ربوہ۔

7۔ مکرم ظفر اقبال صاحب مرحوم مدفون جرمنی۔

دور خلافت اولیٰ اور قادیان

آپ 1910ء کے لگ بھگ قادیان کے لئے روانہ ہوگئے۔ قادیان پہنچ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دستی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ قادیان پہنچنے پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے ازراہ شفقت تدریس وتعلیم کے لئے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں انتظام فرمادیا۔ اس طرح تعلیم کا سلسلہ شروع ہوگیا اور صحبت صالحین بھی میسر ہوگئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی مجالس درس قرآن کریم سے بھی فیض پانے لگے۔ سکول میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے مکرم میاں عبد الحیٔ صاحب کے ہم مکتب ہوئے اور رفتہ رفتہ یہ تعلق گہری دوستی میں بدل گیا۔ اسی ناطے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے گھر آنا جانا روزمرہ کا معمول بن گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اور حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا کی اس قدر شفقت کے زیرِ سایہ آگئے کہ انہوں نے انہیں اپنے منہ بولے بیٹے کا شرف عطا فرمایا۔ کئی بار انہیں ایسی سعادت بھی حاصل ہوئی کہ حضور رضی اللہ عنہ جب درس کے لئے مسجد اقصیٰ تشریف لے جاتے تو قرآن کریم اٹھا کر ساتھ چلتے۔ جب 1947ء میں ہجرت قادیان کا وقت آیا تو خطرات کے پیش نظر انہیں اپنے گھر واقع باویاں سے نکل کر قادیان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے مکان میں ہی منتقل ہونا پڑا جہاں سے پھر انہوں نے پاکستان کے لئے ہجرت فرمائی۔ ربوہ میں حضرت اماں جی رضی اللہ عنہا سے جب ملنے جاتے تو وہ اپنے بچوں کی طرح ان کے سر پر ہاتھ پھیرتیں اور کچھ نقدی رقم بھی ان کے ہاتھ پر رکھ دیتیں۔ حضرت اماں جی مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات 6اور 7اگست 1955ء کی درمیانی شب کو ہوئی اور جنازہ گھر سے اٹھایا گیا تو انکی چارپائی کو ان کے بیٹوں کے ساتھ حضرت سردار صاحب کندھا دے کر باہر لائے۔

حضرت سردار مصباح الدین صاحب کی انگلستان کے لئے روانگی

14اگست 1922ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مکرم سردار مصباح الدین صاحب کو لندن مشن میں کام کرنے کے لئے قادیان سے روانہ فرمایا۔ ان دنوں لندن میں مکرم مبارک علی صاحب بنگالی بطور امام مسجد فضل اور مبلغ انچارج کام کر رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا تعیناتی آرڈر لیکر لندن پہنچے اس آرڈر میں مکرم مبارک علی صاحب کے لئے جرمنی جانے کا ارشاد بھی شامل تھا۔ پس خدمت دین کے لئے یہ انکی پہلی تعیناتی تھی جس کے تحت وہ لندن مشن کے انچارج ہوئے۔

لندن میں تبلیغی مساعی

مکرم حضرت سردار مصباح الدین صاحب لکھتے ہیں:

مبلغین کرام اس سے پہلے جو اقدام عمل میں لاچکے تھے ان کو ہی آگے بڑھایا گیا۔ متعارف افراد سے مزید رابطہ کے لئے مشن ہاؤس میں ہفتہ وار اجلاس کا سلسلہ جاری تھا۔ اس وقت جماعت کا لٹریچر بھی اس قدر موجود نہ تھا اس لئے یہی اجلاس دعوت پہنچانے کا بہترین ذریعہ تھا۔ دوسری صورت ذاتی طور پر مل کر دعوت کا ذکر کیا جاتا تھا۔ ہائیڈ پارک میں بھی تبلیغی کوششوں کو جاری رکھا گیا۔ اس کے علاوہ بھی دعوت پہنچانے کے مواقع کے حصول کی طرف دھیان لگا رہتا۔ پس ایسا ہی ایک موقع میسر آگیا جبکہ اردن کے شاہ عبد اللہ پاشا لندن تشریف لائے۔ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر ان سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا، تو انہوں نے بصد خوشی ملاقات کا وقت دے دیا۔ اس وقت اس سرزمین میں مشن سے وابستہ ہم صرف پانچ فرد تھے۔ مکرم عزیز دین صاحب سیالکوٹ کے تیار کردہ کھیلوں کے سامان کے مینیجر تھے۔ دوسرے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے صاحبزادے مکرم میاں عبد الرحیم صاحب خالد (طالب علم) تیسرے مکرم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد کے صاحبزادے مکرم علی محمد عبد اللہ صاحب (طالب علم) چوتھے مکرم راجہ محمد احمد جنجوعہ صاحب (طالب علم) سمیت ہم پانچ پر مشتمل وفد لے کر دعوت سلسلہ پہنچانے کے لئے اردن کے حکمران کے ہاں پہنچے۔ وہ والہانہ انداز سے ملے۔ اسی وقت عربی میں ایک تقریر تیار کر لی۔ اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور آپ کی صداقت کے دلائل کا بیان تھا۔ مکرم میاں عبد الرحیم خالد صاحب چونکہ وفد میں تھے اس لئے خصوصیت سے حضرت اقدس علیہ السلام کے نشان کا ذکر کیا جو ان کے وجود کے متعلق تھا۔ الحمد اللہ! شاہ اردن نے حضرت اقدس علیہ السلام کے ذکر سے روحانی اثر لیا اور اظہار خوشی کیا۔ زبانی گفتگو میں بھی جماعت کے خصوصی کوائف اور اس کے پیغام کی وسعت کا ذکر کیا۔ اس موقع پر حضرت اقدس علیہ السلام کی کتب اعجاز احمدی اور الاستفتاء موجود تھیں جو ان کی خدمت میں پیش کر دی گئیں۔ الحمد اللہ! اس تقریب میں ایک عرب حکمران کو دعوت سلسلہ پہنچانے کی توفیق مل گئی۔

1924ء کا تاریخی سال

حضرت سردار صاحب تحریر فرماتے ہیں:

’’میرے قیام لندن میں سال 1924ء بڑا اہم اور جماعت کے لئے ایک عظیم تاریخی واقعہ کے ظہور کا سال تھا۔ حضرت نیر صاحبؓ اور خاکسار حسبِ توفیق تگ و دو اور جد و جہد کر رہے تھے کہ اس سال کے موسم خزاں میں ویمبلے کانفرنس ہونے کا ذکر چل نکلا۔ نمائش کے منتظمین نے جہاں جسمانی ضروریات اور دلچسپی کا سامان اس میں مہیا کرنے کے پروگرام کا اہتمام کیا وہاں روحانی ضروریات کا بھی خیال کر کے ایک مذہبی کانفرنس منعقد کرنے کا پروگرام بھی رکھا۔ مذہبی مرکز کے طور پر اس وقت ہمارا مشن تعارف میں آچکا تھا، اس لئے مذہبی پروگرام کے انچارج

نے ہم سے بھی رابطہ کیا اور پروگرام میں حصہ لینے کی دعوت دی۔جس وقت یہ تجویز ہمارے پاس پہنچی اس وقت مکرم ملک غلام فرید صاحب لندن سے آچکے تھے۔اسی طرح ان کے بھائی مکرم ملک نواب دین صاحب قادیان سے تجارتی صیغہ میں کام کے لئے آچکے تھے۔یوں ہم اس وقت دو طالب علم ملا کر سات افراد جماعت تھے۔مذہبی پروگرام پیش کرنے والوں کی اس تجویز پر ہم نے اپنی بساط پر نظر ڈالی تو یوں لگا کہ تصرف الٰہی کام کر رہی ہے۔اسی وقت حضرت نیر صاحبؓ کے سامنے یہی آیا کہ اسلام کی نمائندگی جیسے اہم موقع کے لئے خود ان سے یا انکے ساتھیوں سے کہیں بہتر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا وجود ہے اس لئے تجویز ہوئی کہ کانفرنس کے منتظمین سے کہا جائے کہ وہ حضرت امام جماعت احمدیہ کو دعوت دیں۔اس کے بارے میں یہ بھی ضروری سمجھا گیا کہ اپنے رفقاء سے بھی مشورہ ہونا چاہیے۔مشورہ لیا تو بعض کی رائے موافق نہ پائی گئی۔اس تجویز کے حق میں چونکہ ہم دو دیوانگی کی حد تک قائم تھے اور ادھر تصرف الٰہی بھی کام کر رہا تھا اس لئے ہمارے رفقاء کی اکثریت ہماری مؤید ہوگئی اس طرح فرزانگی مات کھا گئی۔تاریخ بتلاتی ہے کہ بعض اوقات دیوانگی ایسے ایسے کارنامے سر انجام دیتی ہے کہ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے بالکل ایسا ہی کانفرنس کے موقع پر ظہور میں آیا جس کے نتیجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں دعوت بھیجنے کی تجویز کا فیصلہ ہوگیا۔ادھر مرکز نے بھی یہاں سے کچھ معلومات حاصل کیں جس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی انگلستان آنے کی تفصیلات طے پاگئیں۔

لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ورود مسعود

مورخہ 22 اگست 1924ء کو جماعت احمدیہ کے اولوالعزم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے بارہ حواریوں کے ساتھ لندن تشریف لائے۔حضورؓ کی آمد سے قبل پبلک اور پریس میں اسکا کھل کر تذکرہ ہو چکا تھا۔اس لئے جونہی آپ نے مسیحی شان سے اس ملک میں قدم رکھا تو پریس پہلے ہی منتظر تھی۔آپؓ کی آمد پریس کی خاص توجہ کا مرکز بنی۔استقبال میں کئی معزز شخصیات نے حصہ لیا۔پریس کے مقامی اخبارات کے علاوہ ملک کی روایات کے آئینہ دار اخبار ٹائمز، ڈیلی ٹیلیگراف اور مارننگ پوسٹ نے بھی حضورؓ کی آمد کی وجہ سے وسیع پیمانے پر پورے انگلستان میں عوام کے سامنے ہمارے مشن کا تعارف کروا دیا اور ان اخبارات کی بدولت دوسرے مغربی ممالک میں بھی حضورؓ کی آمد کی خبر اور جماعت کا تعارف پہنچ گیا۔خاص طور پر کانفرنس کے موقع پر جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پڑھے گئے مضمون کی مقبولیت ہوئی اس کا اندازہ بعد میں حضورؓ سے ملنے والوں کے والہانہ اشتیاق اور ہجوم سے پتہ لگتا ہے جو اپنی مثال آپ تھے۔اسکے علاوہ حضورؓ کے قیام کے دوران جن جن افراد کو ملاقات کا موقع ملا ان پر حضورؓ کی شان، مرتبہ اور مقام کا جو اثر ہوا وہ دیر تک قائم رہا۔

مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد

حضرت سردار صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''مسجد فضل لندن کے قیام سے جو برکتیں حاصل ہوئیں وہ یورپ اور دنیا کے دیگر ممالک میں تعمیر ہونے والی مساجد کا محرک بھی ہوئیں۔مسجد فضل لندن کی تعمیر سے پہلے ہمارے کام کی صورت ایک پائنیر کی تھی تاہم مسجد کی تعمیر سے مشن کی شہرت سطح زمین سے اچھل کر فضا میں آگئی۔اور دنیا میں پھیل گئی۔اس طرح ساری دنیا سے ہمارا رابطہ ہوگیا۔اس مشن کی ترقی پزیر موجودہ صورت کی وجہ سے لندن مشن جماعت احمدیہ کے لئے ایک ایسی مرکزی حیثیت اختیار کر چکا ہے جو دنیا بھر میں اشاعت اسلام کے لیے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت الی اللہ کے لیے ایک مرکز بن چکا ہے۔جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بھی ہجرت کر کے اسی جگہ قیام پزیر ہیں۔یہ سب مسجد فضل کی برکت ہے جس کے لئے 1924ء میں الٰہی تصرف سے ایک واقعہ رونما ہوا تھا کہ جو جماعت کی آئندہ پیش آنے والی اہم ضروریات کے لئے ضروری تھا۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی قادیان واپسی

مسجد فضل لندن کے سنگ بنیاد کی بابرکت تقریب، ویمبلے کانفرنس میں تاریخی خطاب اور اپنے قیام کا تبلیغی مشن پورا کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے واپسی کا پروگرام بنالیا اور حضرت مولوی عبد الرحیم نیر صاحب اور خاکسار (سردار مصباح الدین) کو اپنے ساتھ واپس وطن جانے کا ارشاد فرمایا۔اس طرح سوا دو سال بطور مبلغ انگلستان کی سعادت پانے کے بعد حضور کا ہمسفر ہو کر قادیان واپس آگیا۔

(میری پونجی ص 46)

لندن سے واپسی اور لاہور کے رؤسا اور اکابرین کو احمدیت کا پیغام

حضرت سردار صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''لندن سے واپسی پر ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پبلک جلسوں یا مناظروں میں عام طور پر عوام ہی شامل ہوتے ہیں، خواص اپنے خاص ہونے اور وضعداری سے ان جلسوں میں شامل نہیں ہوتے جس کی وجہ سے ان تک ہماری تبلیغ نہیں پہنچتی۔اس غرض سے اگر اجازت ہو تو لاہور کے بڑے بڑے رؤسا اور اکابر کو فرداً فرداً ملکر ان تک دعوت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پہنچاؤں۔حضور کو یہ تجویز پسند آئی جو بعد میں انجمن میں پیش ہو کر منظور ہوئی اور خاکسار کو لاہور بھجوا دیا گیا۔لاہور جاکر وہاں کے مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھ اکابر کو ان کے گھروں پر جاکر ملا اور سلسلہ کا تعارف کروایا اور ان میں سے ہر ایک کو دو دو کتب اسلامی اصول کی فلاسفی قیمتاً پیش کی گئیں۔ان اکابر میں بڑے بڑے وکیل، تاجر اور جج شامل تھے۔چیف جسٹس سر شادی لال اور جسٹس بخشی ٹیک چند جیسے کھلے کھلے اسلام دشمنوں سے بھی ان کے مکان پر جاکر ملا اور سلسلہ کے کوائف سے آگاہ کیا اور کتب قیمتاً دیں۔انہی دنوں مس سروجنی نائیڈو بھی لاہور آئی ہوئی تھیں۔ان سے بھی ملاقات کی گئی۔کتب قیمتاً دی گئیں اور سلسلہ کا تعارف کروایا گیا۔حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی ان دنوں لاہور میں تھے۔ان سے روزانہ مشورہ لیا جاتا اور کارکردگی بیان ہوتی تو بہت خوش ہوتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں جب یہ رپورٹ پہنچی تو حضورؓ نے اپنے قلم سے عزیزم کو دلنواز لفظ سے مخاطب کر کے جو میرے نام خوشنودی کا والا نامہ بھجوایا تو اس وقت کے پرائیویٹ سیکرٹری، میرے واقف زندگی رفیق مکرم صوفی عبد القدیر صاحب جن کی نظر سے گزر کر وہ والا نامہ میرے قادیان پہنچنے پر ملا تو کہا کہ میں اپنی تمام خدمات اور کار کردگی آپ کے نام کرنے کو تیار ہوں کہ حضورؓ نے جس خوشنودی کا آپ سے اظہار کیا ہے وہ خوشنودی مجھے حاصل ہو جائے۔مشاورت کے اجلاس میں بھی حضورؓ نے اس عاجز کی اس خدمت کا تحسین بھرے الفاظ میں ذکر فرمایا۔''(ایضاً صفحہ 48 تا 49)

مکرم صوفی عبد القدیر صاحب پرائیویٹ سیکرٹری 17 اکتوبر 1926ء سے فارغ ہو گئے اور ان کی جگہ مکرم شیخ یوسف علی صاحب بی اے کو قائمقام پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا اور مکرم سردار مصباح الدین صاحب کو شیخ صاحب موصوف کی جگہ اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

اگست میں حضورؓ ڈلہوزی کے سفر پر تشریف لے گئے۔حضرت ام المومنینؓ بھی ہمراہ تھیں۔اس سفر میں مکرم سردار صاحب کو بھی قافلہ میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا حضرت سردار صاحب لکھتے ہیں:

''ایک روز دفتر سے سیر کے لئے چھٹی ملی۔اس قافلہ کے ہم دو افراد خوبصورت پہاڑوں کی سیر کو نکل کھڑے ہوئے اور چلتے چلتے اتنی دور نکل گئے کہ واپسی کا راستہ بھول گئے۔پہاڑ جنگلوں میں ایسے گم ہوئے کہ دن ڈھل گیا مگر ہمیں قیام گاہ کا راستہ نہ ملا۔بھٹکتے بھٹکتے دور سے ایک چھوٹی سی بستی پر نظر پڑی جہاں سے اپنے راستہ کی راہنمائی حاصل کی۔اس طرح صبح کے بھولے شام ڈھلے اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔اس دوران حضورؓ بہت پریشان رہے اور اِدھر اُدھر تلاش کے لئے خدام کو دوڑایا۔حضرت ام المومنینؓ کا بھی فکر کے مارے برا حال تھا۔بار بار پوچھتی تھیں کہ کچھ پتہ چلا۔قیام گاہ پہنچتے ہی ہم نے فوراً حضرت ام المومنینؓ کی خدمت میں اطلاع دی تو آپ کمال شفقت سے پیش آئیں۔اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائیں اور اپنی فکرمندی اور بے چینی کا اظہار فرمایا۔''

(ایضاً 50 تا 51)

آپ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں ابھی ڈاک کی تعمیل بجالا رہے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مورخہ 20 مئی 1928ء کو درس گاہ کا افتتاح فرمایا اور مکرم سردار صاحب کو بطور پروفیسر جامعہ احمدیہ میں شامل کیا۔1932ء تا 1933ء محترم سردار صاحب کو مسجد اقصیٰ قادیان میں ''ذکر حبیب'' کے موضوع پر ہفتہ وار اجلاس منعقد کروانے کی توفیق ملی۔آپ کو لنگر خانے کی ذمہ داری بھی دی گئی۔محترم سردار صاحب کو ایک بار مسجد مبارک میں اعتکاف کی سعادت حاصل ہوئی۔1978ء میں لندن میں کسر صلیب کانفرنس ہوئی۔اس تاریخی تقریب میں حضرت سردار صاحب کو بھی شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔

آپ وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔مختلف کتب، رسائل اور روزمرہ کے اخبارات انگریزی اور اردو کا مطالعہ ان کی روح کی غذا تھی۔اخبارات باقاعدگی سے خود جا کر لاتے اور صفحہ بہ صفحہ پڑھتے۔جہاں کوئی اچھا مضمون یا شعر پسند آجاتا اس کا تراشہ رکھ لیتے اور مضمون نگار کو اپنے تبصرہ سے نوازتے۔

پاکستان آنے کے بعد چنیوٹ میں سکونت

قادیان سے ہجرت کے بعد مکرم سردار صاحب نے چنیوٹ میں پڑاؤ ڈالا اور اس رنگ میں ایام گزارے کہ اگر صبح چنیوٹ تو شام ربوہ میں۔سالہا سال، زندگی بھر کوئی جمعہ ایسا نہیں آیا جو انہوں نے ربوہ جاکر نہ پڑھا ہو۔پھر انکا یہ بھی معمول کہ جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنے ہر ملنے والے کے گھر جاتے اور حال احوال دریافت کرتے اور حسب توفیق تحفہ تحائف دیتے۔ربوہ سے چھ میل دور رہتے ہوئے بھی جبکہ انہیں سواری کی بھی کوئی سہولت میسر نہ تھی اور نہ ہی ان کے پاس کوئی پیسہ ہوتا پھر بھی نہ جانے کیسے ربوہ پہنچتے اور ہر جنازہ میں شرکت کرتے اور ہر تدفین میں حصہ لیتے۔یہ خلافت اور مقام خلافت کی محبت تھی جو انہیں اِس صحرا

بقیہ صفحہ 8 پر

ملک تنزانیہ کے ریجن شیانگا میں پندرہ روزہ علمی و تربیتی کلاس کا انعقاد

(رپورٹ: ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر از تنزانیہ)

مشرقی افریقہ کی ساحلی پٹی پر واقع خوبصورت ملک تنزانیہ میں احمدیہ مسلم جماعت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن رات ترقیات کی منازل طے کر رہی ہے۔ اور سعید فطرت روحیں خلیفہ وقت کی قیادت میں امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے جھنڈے تلے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا حصہ بن رہی ہیں۔

تنزانیہ کے شمالی ریجن شیانگا میں ۲ اگست سے ۱۵ اگست تک پندرہ روزہ تربیتی کلاس کا انعقاد ہوا۔ الحمد للہ علی ذلک۔

مکرم عمران محمود صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ شیانگا (Shinyanga) ریجن تحریر کرتے ہیں:۔

’’ہمارے اس ریجن میں کل ۵۴ جماعتیں ہیں جن کی تعلیمی و تربیتی ضروریات کے لئے ۱۶ کل معلمین خدمت کا موقع پا رہے ہیں۔ اس ریجن میں احباب جماعت کی ایک کثیر تعداد بیعت سے قبل چونکہ غیر مسلم تھی، لہٰذا قبول احمدیت کے بعد بنیادی اسلامی تعلیمات سکھانا اور ایسے احباب تیار کرنا جو اپنی جماعتوں میں واپس جا کر امام بن کر نمازیں اور جمعہ پڑھا سکیں بہت ضروری تھا۔ اس ضرورت کے پیش نظر مکرم امیر صاحب تنزانیہ کی ہدایات کے مطابق تربیتی کلاس شروع کی گئی۔

دینی تعلیم کا شوق اور قربانی کا جذبہ

اگرچہ اس کلاس میں شاملین کے قیام و طعام کے انتظامات مرکزی سطح پر کئے گئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جماعتوں کو بھی تحریک کی گئی تا نو مبائعین میں قربانی کی روح پیدا ہو، چنانچہ شاملین کی اکثریت باوجود غربت کے حسب توفیق کچھ نہ کچھ لے کر آئے۔ ایک دوست جس کے بارے خیال تھا کہ سب سے غریب ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے چالیس کلو چاول لے کر آیا۔ مزید برآں اس ریجن کے مخیر حضرات نے بھی اس موقع پر قربانی کی روح کو قائم رکھا۔ ایک مخلص دوست مکرم یوسف مگیلیکا صاحب ریجنل صدر جماعت نے ۱۲۰ کلو چاول، ۲۰ کلو آٹا، پینے کا پانی اور ۲۰ معززین علاقہ کے کھانے کا انتظام اپنے ذمہ لیا، اور ۵۰،۰۰۰ تنزانین شلنگز نقد اس تربیتی کلاس کے لئے پیش کئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے ایمان اور اموال و نفوس میں برکت ڈالے آمین۔

نصاب علمی و تربیتی کلاس

اس ریجن کے نومبائعین قبول احمدیت سے قبل اسلامی تعلیمات سے نا بلد تھے اور اکثر تو لا دینی عقائد رکھتے تھے۔ اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کلاس کا نصاب مرتب کیا گیا۔

دوران تربیتی کلاس درج ذیل عناوین پر شاملین کو تقاریر و لیکچرز سننے کا موقع ملا؛ ہستی باری تعالیٰ، مذہب کی ضرورت و اہمیت، میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں، سیرت النبی ﷺ، سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام، احمدیت کی برکات، خلافت، بائبل اسلام کی طرف راہنمائی کرتی ہے، نماز سادہ، خطبہ جمعہ، مالی قربانی کی برکات۔ مزید برآں درج ذیل تربیتی عناوین پر بھی سیر حاصل تعلیم و تدریس کا انتظام کیا گیا:۔ نماز باجماعت، نماز جمعہ، تقوی و طہارت، نکاح و شادی، خدمت دین کی اہمیت۔

مندرجہ بالا علمی و تربیتی عناوین پر تقاریر و لیکچرز کے ساتھ ساتھ سوال و جواب کا سلسلہ بھی جاری رہا جس سے شاملین نے بہت فائدہ اٹھایا۔ شاملین کلاس میں شوق و دلچسپی برقرار رکھنے کے لیے تفریحی پروگرام بھی نصاب کا حصہ تھے، جس کے تحت پہیلیاں اور لطائف سنانے کا بھی وقت رکھا گیا تھا۔

وقار عمل

شاملین کی اکثریت خدام پر مشتمل تھی اس لئے جماعتی روایات کے مطابق اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے جذبہ کی ترویج کے لئے ریجنل قائد خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام ۲ مثالی وقار عمل بھی کروائے گئے۔ نیز خدام کی عملی تربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف ڈیوٹیاں ان کے سپرد کی گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ شاملین کے ذمہ نماز پڑھانے کی ڈیوٹی بھی تھی تا تعلیم و تربیت کی عملی مشق کا موقع بھی میسر ہو۔

اس تربیتی کلاس میں گزشتہ ماہ بننے والی تین نئی جماعتوں کی نمائندگی بھی تھی۔ تینوں جماعتوں میں عیسائیت سے احمدی ہونے والے پانچ (۵) احباب شامل تھے۔ اب اس پندرہ روزہ تربیتی کلاس کے بعد وہ خدا کے فضل سے اپنی جماعتوں میں امام الصلاۃ کے فرائض ادا کریں گے انشاء اللہ۔

شاملین کے اظہار خیال

شاملین کلاس میں سے ایک دوست مکرم شعبان صاحب نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا: ’’مجھے احمدیت قبول کرنے کے بعد اس کلاس میں شامل ہو کر نماز کے مسائل اور اہمیت کا پتہ چلا ہے اب میں باقاعدگی سے نماز ادا کروں گا۔‘‘ (ان شاء اللہ)

ایک اور دوست مکرم محمد راشد صاحب نے کہا: ’’چندے کی برکات کا مجھے اب علم ہوا ہے، اب میں نماز اور نماز جمعہ بھی باقاعدگی سے ادا کروں گا۔‘‘ (ان شاء اللہ)

ایک دوست جو عیسائیت سے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے تھے انہوں نے کہا: ’’مجھے سیرت النبی ﷺ اور بھائی چارہ کی تعلیم کا اب علم ہوا ہے۔ واپسی پر ریجنل مبلغ سلسلہ عمران محمود صاحب کو ایک بار پھر اپنے گاؤں آنے کی دعوت دی اور کہا کہ میں نے جو سیکھا اپنے لوگوں کو سکھاؤں گا، جب آپ آئیں گے آپ ہماری تعداد میں اضافہ اور نمازوں کے قیام کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔‘‘ (ان شاء اللہ)

ایک نو احمدی مسلم مکرم لوقس پوئل نے کہا: ’’مجھے سچے خدا کا پتہ چلا ہے، مذہب کی ضرورت و اہمیت کا پتہ چلا ہے، مقصد حیات کا اب علم ہوا ہے۔‘‘

اختتامی تقریب: مقامی مجلس عاملہ کے مشورہ سے تربیتی کلاس کی اختتامی تقریب میں اہل علاقہ کو بھی شامل کر کے اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا پروگرام بنایا گیا۔ مورخہ پندرہ (۱۵) اگست ۲۰۲۰ صبح گیارہ (۱۱) بجے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا، نظم کے بعد مکرم عمران محمود صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ نے دعا کروائی مکرم یوسف مگیلیکا صاحب نے پروگرام اور جماعت کا تعارف کروایا۔ اسکے بعد ریجنل مبلغ سلسلہ نے ہستی باری تعالیٰ اور اسلام احمدیت کی سچائی کے عنوان پر تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم سلیمان مگانا صاحب معلم سلسلہ نے تربیتی کلاس کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ نصاب کے مطابق امتحان بھی لیا گیا تھا اس میں نمایاں پوزیشنز لینے والوں کو انعامات دئے گئے، اسی طرح کلاس تدریس کے فرائض ادا کرنے والے معلمین اور دو معاونین کو بھی خصوصی انعامات دیئے گئے۔

امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ محترم طاہر محمود چوہدری صاحب بذریعہ فون اس اختتامی تقریب میں شامل ہوئے اور شاملین کو نصائح سے کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’چونکہ آپ لوگوں کی اکثریت ان علاقوں سے تعلق رکھتی ہے جہاں باقاعدہ معلم سلسلہ فی الوقت نہیں ہیں، سو آپ سب نے ان پندرہ ایام میں جو کچھ بھی سیکھا ہے اسے پہلے اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں اور آگے اپنے علاقوں میں دوسرے احباب جماعت کو بھی سکھائیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آپ کا عملی نمونہ دوسروں کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ‘‘

اختتامی تقریب میں نوّے (۹۰) غیر از جماعت مہمانان سمیت کل ۱۲۵ افراد شامل ہوئے۔ اہل سنت کے امام مسجد بھی شامل تھے۔ آخر پر تمام احباب کو کھانا کھلایا گیا۔ اللہ تعالیٰ جملہ مساعی قبول فرمائے۔ کارکنان اور شاملین کو علم و عمل میں بڑھاتا چلا جائے۔ آمین۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

میں کیتھولک چرچ چھوڑ رہی ہوں

(مرسلہ: زبیر خلیل خان۔ جرمنی)

محترمہ ڈورس باور جن کی عمر باون سال ہے۔ جرمنی کے مشہور میگزین شپیگل شمارہ نمبر پچیس جو کہ تیرہ جون سال دو ہزار بیس کو مارکیٹ میں آیا ہے اس میں ان محترمہ کا انٹرویو شایع ہوا ہے جو کہ قارئین الفضل کی دلچسپی کے لیے پیش خدمت ہے۔ محترمہ فرماتی ہیں کہ جرمنی کی حالیہ بشپ کانفرنس میں بتایا گیا ہے کہ جرمنی میں کیتھولک چرچ کے ممبران کی بڑی تعداد چرچ کو چھوڑ رہی ہے جس میں یہ خود بھی شامل ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں چرچ کی بہت سالوں تک بڑی سرگرم رکن رہی ہوں۔ چرچ جانا میری زندگی کے معمولات میں اس طرح شامل تھا جیسے روزانہ اٹھ کر دانت صاف کرنے کے لیے برش کرنا ہوتا ہے۔ چرچ کی سرگرمیوں میں بہت زیادہ شمولیت کے باعث اپنی کمیونٹی کی بھی انتہائی سرگرم رکن شمار ہوتی تھی۔ سال دو ہزار سات سے جرمنی کے شہر کولن میں قایم شدہ سینٹ ایگنس کی کمیونٹی کی بھی سرگرم رکن بن گئی تھی۔ اور اپنی اس کمیونٹی میں بطور لیکچرر اور کمیونٹی مددگار کی حیثیت سے پہچانی جاتی تھی۔ کہتی ہیں کہ میں شروع سے ہی چرچ کی سرگرمیوں اور پالیسیوں پر تعمیری تنقید کیا کرتی تھی۔ لیکن چرچ کے بارہ میں جو شبہات میرے ذہن میں اب پیدا ہوے ہیں وہ اچانک نہیں ہوئے بلکہ انکا پس منظر کئی سالوں پر محیط ہے۔ کہتی ہیں کہ سال دو ہزار اٹھارہ میں جب جرمن کیتھولک چرچ میں بچوں اور نوجوانوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات سامنے آے تو چرچ کے بارہ میں میرے شکوک نے بہت زیادہ شدت اختیار کر لی۔ جرمن چرچ میں پچھلے سالوں میں ایک ہزار چھ سو ستر مذہبی اکابرین نے تین ہزار چھ صد ستتر بچوں اور نوجوانوں کو اپنی جنسی ہوس کا نشانہ بنایا۔ کہتی ہیں کہ ان رپورٹس کے منظر عام پر آنے کے بعد میں مستقل یہ سوچتی رہتی کہ کیا ان حالات میں مجھے چرچ میں اپنی خدمات جاری رکھنی چاہیں یا نہیں۔ اسی طرح ان رپوٹس کے منظر عام پر آنے کے بعد چرچ کے سرکردہ اکابرین نے جو رویہ اپنایا اس نے چرچ کے نظام پر میرے اعتماد کو بلکل چکنا چور کر دیا۔ رپورٹس کی اشاعت کے بعد نہ تو کسی عہدیدار نے استعفیٰ دیا نہ کسی کو ان زیادتیوں کا ذمہ دار ٹھرایا گیا اور نہ ہی کسی مجرم کے خلاف کسی قسم کی کاروای کی گی۔ ان حالات کے پیش نظر میں نے چرچ چھوڑنے کا حتمی فیصلہ کرلیا۔ لیکن پھر سال دو ہزار انیس میں ایک نئ اسکیم ماریا ۲۰ کے نام سے آغاز کیا گیا جس کے مطابق کیتھولک چرچ کی ان مذموم حرکتوں کی بیخ کنی کے لیے چرچ کے انتظامات میں خواتین کو موثر کردار دینے کا فیصلہ ہوا۔ اس نئے فیصلہ کے پیش نظر میں نے دوبارہ چرچ کے معاملات میں سرگرم ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ہی مجھ کو یہ احساس ہونے لگا کہ یہ سب کچھ ایک ملمع سازی اور دھوکہ ہے۔ اور پھر اسی سال فروری میں پوپ نے بھی چرچ معاملات میں خواتین کے کردار کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر کے سارے کیے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ ان تمام حقایق کی روشنی میں اب میں نے چرچ کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہنے کا پکا عہد کر لیا ہے۔ میرا خدا پر یقین قایم ہے لیکن کیتھولک چرچ اور اسکے نظام اور اس کے اکابرین پر اب مجھے کوی اعتماد نہی ہے اور میں اسی سال دو جولای کو کیتھولک چرچ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خدا حافظ کہہ رہی ہوں۔

☆...☆...☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سکول جانے والے بچوں کے لیے CORONAVIRUS کی دوائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت سکول جانے والے بچوں اور ان کے والدین کے لیے مندرجہ ذیل دوائیں تجویز فرمائی ہیں۔

حفظِ ماتقدّم کی دوائیں

ھو الشافی

1. ACONITE
ARSENIC ALB
GELSEMIUM
200

☆... 12 یا 12 سال سے کم عمر بچے ہفتہ میں ایک بار لیں
☆... 12 سال سے بڑی عمر کے بچے اور نوجوان بشمول والدین۔ ہفتہ میں دو بار لیں
نوٹ: حفظ ماتقدم کی دوائیں چار سے چھ ہفتہ تک استعمال کریں۔

دوائیں برائے علاج

اگر خدانخواستہ کوئی بچہ یا گھر کے کسی فرد کو بخار۔ زکام۔ کھانسی یا گلا خراب ہونے کی شکایت ہو جائے تو مندرجہ ذیل دوائیں فوری شروع کرلیں:

ھو الشافی

1. BACILLINUM
DIPHTHERINUM
INFLUENZINUM
OSCILLOCOCCINUM
200

(سب دوائیں ملا کر) ہفتہ میں ایک بار

اور

2. ARNICA
BAPTISIA
ARSENIC ALB
HEPAR SULPH
NAT. SULPH
30

(سب دوائیں ملا کر) دن میں دو بار لیں۔

(حفیظ احمد بھٹی۔ ہومیو پیتھک ڈیپارٹمنٹ لندن، 8/ستمبر 2020ء)

الفضل

بقیہ: حضرت سردار مصباح الدین احمد صاحب...... از صفحہ 6

نوردی پر اکساتی رہتی تھی۔

محترم سردار صاحب کا سفر آخرت

مورخہ یکم اگست 1988ء میں مکرم سردار صاحب کی صحت زیادہ گرنی شروع ہوگئی۔ ہسپتال لیجایا گیا لیکن دو دن کے بعد فرمایا کہ مجھے گھر واپس لے چلو۔ گھر آ کر حالت زیادہ بگڑ گئی۔ ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ ڈاکٹر نے کہا اب یہ تھوڑی دیر کے مہمان ہیں۔ سردار صاحب پہلے خوب ہنسے اور پھر ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئے اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

میت حسبِ وصیت بہشتی مقبرہ ربوہ پہنچائی گئی۔ 3اگست 1988ء کو بعد نماز عصر حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مورخ احمدیت نے نماز جنازہ پڑھائی اور مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب نے قبر تیار ہونے پر دعا کروائی۔

تعزیت نامہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مکرم سردار صاحب کے بیٹے مکرم بشیر الدین سامی صاحب کو تعزیت کا خط بھیجا۔ اس میں حضور انورؒ نے فرمایا کہ ’’آپ کے والد صاحب کی وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ سب کو صبر جمیل کی توفیق دے میری طرف سے تمام عزیزوں کو تعزیت کا پیغام پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔‘‘

(اس مضمون کی تیاری کتاب میری پونجی مصنفہ: مکرمہ صفیہ بشیر سامی صاحبہ سے کی گئی ہے)

☆...☆...☆

12 ستمبر 2020ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:50	18:26
مدینہ منورہ	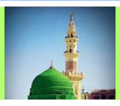	04:48	18:28
قادیان		04:48	18:38
ربوہ		04:28	18:18
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:04	19:23